انتقالِ خون کی شرعی حیثیت اور انسانی اعضاء کی پیوندکاری

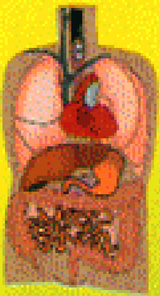

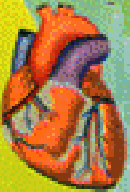

محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

ادارہ تالیفات اویسیہ

0321-6820890
0300-6830592

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ العلی العظیم

والصلوٰۃ والتسلیم علی النبی الرؤف الرحیم الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و حذبہ التعظیم

اما بعد! دورِ حاضرہ میں سائنسی ترقی سے اسلام کے حق ہونے کے دلائل مشاہدہ کی صورت اختیار کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ دشمنانِ اسلام سائنسی اصول کو اسلام کے خلاف استعمال کرتے چلے جا رہے ہیں دوسری طرف اسلامی اصول کے اسباب ختم کر رہے ہیں یا کم از کم ان کی راہیں بند کر رہے ہیں عوام کو سائنسی اصول اسلام دشمنی میں عام اور آسان کہتے ہیں تاکہ عوام اہل اسلام نفسانیت سے مغلوب سہولیات کو دیکھ کر انہیں اپنائیں ادھر اصول اسلام کے اسباب کو سخت اور ناکامیاب کر رہے ہیں تاکہ عوام مسلمان اسلام سے انحراف یا کم از کم اس سے نفرت کریں اس کی دورِ حاضرہ میں بے شمار مثالیں موجود ہیں منجملہ ان کے عطیہ چشم و خون اور اعضاء کی پیوندکاری بھی ہے کہ اس کی ظاہری سہولیات اور فوائد عامہ سب کو معلوم ہیں ان کی افادیت کو اتنا عام کردیا گیا ہے کہ عوام سمجھتے ہیں کہ گویا آبِ حیات ہیں اور ان کے یقین کا یہ سماں ہے کہ اپنی ساری جائیداد بھی اس کے عوض قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اسلام دشمنوں نے محض اسلام کے اصول مٹانے کیلئے اپنے اصول کو اتنی شہرت دی اور اسے ایسا کثیر الاستعمال بنادیا ہے کہ عوام میں اس علاج کے سواء کوئی چارہ کار دنیا میں ہے ہی نہیں۔ ادھر اصول اسلام اور علاج کے اسلامی ضوابط یا تو سرے سے مٹا کر رکھ دیئے ہیں یا ایسے تنگ مسدود کردیئے ہیں کہ جنہیں عوام غیر معتبر سمجھتے ہیں اور اپنے ایجاد کردہ علاج اگرچہ مہنگا سہی لیکن عوام اسی کو راحتِ جان سمجھتے ہیں حالانکہ طب اسلام کا علاج آسان اور سستے داموں میں میسر ہوتا ہے ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی طب کے اصول ہمیں ہر طرح کے میسر ہوں تو شفاء منجانب اللہ کا عقیدہ حق ہے۔ طب اسلامی ہر مرض کیلئے نئی روح پھونک سکتی ہے لیکن سرپرستی کون کرے چونکہ اسلامی طب کے نشانات مٹا دیئے گئے ہیں اس لئے اگر ہمارے جیسے جدید اصول کے خلاف آواز اُٹھاتے ہیں تو گردن زنی کے مستحق بنتے ہیں ادھر غیر شعوری یا عمداً ٹیڈی مجتہدین دشمنانِ اسلام کو ان کے اصول قرآن وحدیث سے ثابت کر دکھلائیں۔ فقیر اپنی استطاعت پر مسائل مذکورہ پر دلائل قائم کرتا ہے اور یہ حرفِ آخر بھی نہیں ہاں اگر اہل اسلام کو یا مخصوص علمائے اہلسنّت کو پسند آئیں تو فقیر کی ہمنوائی میں اسلامی طب کے علاج کو ترجیح دیں اور اسلام دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر احیائے اسلام و اصول دین کی تقویت میں فقیر کا ساتھ دیں ہاں ٹیڈی مجتہدین فقیر کا ردّ کرتے رہیں ان کی فقیر کو پرواہ نہیں۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

۹ جمادی الاوّل ۱۴۲۰ھ ۲۱ اگست ۱۹۹۹ء

بروز ہفتہ قبل صلوٰۃ العصر

جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

مقدمہ

ذیل میں فقیر اسلامی ضوابط و قواعد عرض کرتا ہے۔

۱......خون نجاست غلیظہ ہے اس سے بچنے اور اسے دُور کرنے کیلئے شریعت میں زیادہ تاکید واہتمام ہے۔

۲......اسلام کا مسلمہ ضابطہ کہ **کُلُ نَجسٍ حَرام** جو چیزیں نجس و پلید ہیں وہ شرعاً حرام ہیں۔ (عمدۃ الرعایہ صفحہ نمبر ۱۴۷، دیگر اسلامی کتب فقہ)

۳......جن چیزوں کے خارج ہونے سے وضو واجب ہوتا ہے وہ نجاست غلیظہ میں شمار ہوتی ہیں جیسے پیشاب پاخانہ اور خون وغیرہ چنانچہ فقہ اسلامی کی مشہور کتاب عالمگیری و نور الایضاح وغیرہما میں ہے۔

فالغليظة كالخمر والدم المسفوح ولحم الميتة و اهابها وما ينقض الوضوء بخروجه من بدن الانسان (نور الایضاح مطبوعہ مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی، ص ۴۰)

٤......حرام چیزوں میں شفاء نہیں اگرچہ وقتی طور پر اس سے فائدہ ہو تب بھی حقیقی شفاء سے محرومی ہے۔

٥......انسان اپنی جسمانی مشینری کا مالک نہیں بلکہ امین ہے اسے حق نہیں کہ وہ اس مشینری میں تصرف کرے یہی وجہ ہے کہ خودکشی کرنے والا حرام موت مرجاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ایسی ناراضگی ہے کہ اسے مرتے ہی دوزخ میں پھینک دیتا ہے اس کے باوجود دورِ حاضرہ کے دانشور ڈاکٹر اور بعض علماء بھی اس بات پر مصر ہیں کہ خون دینا اور اعضاء کاٹ کر پیوندکاری کرنا جائز ہے جبکہ انہیں یہ بھی اعتراض ہے کہ انسان جب اپنے کل جسم کا مالک نہیں بلکہ اس کا مالک خود خالق کائنات ہے تو بعض اجزاء کا وہ کیسے مالک ہوسکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ملک میں تصرف کرتا ہے جس کا ان سے محاسبہ ہوگا۔

٦......مملوک عبد کو تو بیچا جاسکتا ہے لیکن آزاد (حُر) کو بیچنا، رہن رکھنا، مستاجری کرنا ناجائز ہے۔ ورنہ بھوکے والدین اولاد کو بیچ کر اپنی زندگی عیش وعشرت سے گزار سکتے ہیں؛ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

قرآن مجید

ارشاد خداوندی ہے:

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور الرحیم (پ۲،سورۂ بقرہ:۱۷۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ عزّ وجل نے تم پر حرام کیے مردار خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیا گیا تو جو نا چار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھاتے نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھیں تو اس پر گناہ نہیں۔ بے شک اللہ عزّ وجل بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت قرآن مجید میں باختلاف الفاظ چار مقامات پر آئی ہے سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔

فائدہ...... معلوم ہوا کہ خون ناقض وضو اور نجاست غلیظہ ہے اور سور کا گوشت مردار کی طرح شدید حرام ہے۔

انتباہ...... خون کو جب اللہ عزّ وجل نے خنزیر کے گوشت اور مردار کی طرح حرام قرار دیا ہے تو پھر تم اللہ عزّ وجل کے حکم کے خلاف اپنی من مانی ضرورت کو کیوں پیش کر رہے ہو۔

ارشادات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہر اُمتی جانتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی اُمت سے کتنا پیار ہے۔ دنیا میں امت کیلئے ایسے اصول دیئے کہ خود دشمنانِ اسلام انگشت بدنداں ہیں۔ (تفصیل کیلئے فقیر کی تصنیف طب اور اسلام) اسی شفیق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رہتی دنیا تک اپنی اُمت کو سختی سے حرام اشیاء سے علاج منع فرمایا۔

☆ حضرت ابو ہند حجام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پچھنے لگوانے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو خون مبارک خارج ہوا وہ میں نے پی لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم امت اور عام لوگوں کی بہ نسبت تنبیہ کیلئے ارشاد فرمایا:

اما علمت ان الدم کلہ حرام مرتین ان الدم کلہ حرام مرتین لا تمد الی ذالک

کیا تجھے معلوم نہیں کہ خون سب حرام ہے خون سب حرام ہے (دو مرتبہ فرمایا) دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

درس عبرت...... فقہ کی مشہور ابتدائی کتابیں منیۃ المصلی صفحہ ۵۴ اور نور الایضاح صفحہ ۴ پر فرمایا:

ان قطرة الدم اوخمر ینزح الماء البئر کلہ کقطرة الدم اوخمر

اگر شراب یا خون کا ایک قطرہ بھی کنویں میں گر جائے تو اس کا تمام پانی نکالا جائے گا۔

فائدہ...... جب خون کے ایک قطرے میں اتنی نجاست اور اس قدر فساد ہے تو بوتلوں کے حساب سے اس کا انسانی جسم میں داخل کرنا کس قدر فساد کا باعث ہوگا۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتباہ

روح البیان میں ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں اور دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو میں اس میں جانوروں کو نہ چراؤں۔

فائدہ...... جب شراب کا یہ حال ہے تو خون اس کی طرح نجاست غلیظہ ہے تو اس کا کیا حال ہوگا؟

درس عبرت...... غور فرمایئے کہ ادھر ایک قطرہ حرام سے کس قدر نفرت ہے اور آج کل مختلف صورتوں میں کثرت حرام کی کس قدر رغبت ہے۔

حرمت انسانی

یاد رہے کہ جو حلال جانور ہیں اور اس سے انتفاع شرعاً جائز ہے جب ان کا خون بھی حرام ہے تو انسان جو حرمت انسانی کے باعث ویسے ہی ہمیشہ کیلئے حرام ہے اس کے خون کا استعمال تو بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔ چنانچہ کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ

یحرم الانتفاع شعر الآدمی وسائر اجزائہ لکرامۃ

یعنی انسان کی کرامت وبزرگی کے سبب اس کے بال اور تمام اجزاء کا استعمال وانتفاع حرام ہے۔

(ہدایہ، ج ا ص ۶۲۔ فتح القدیر، ج ا ص ۶۵۔ ردالمحتار، ج ا ص ۱۴۹۔ عالمگیری، ج ۹ ص ۸۸۔ عمدۃ الرعایہ، ج ا ص ۷۵۔ مرقاۃ، ج ۴ ص ۴۶)

معلوم ہوا کہ بجائے خود خون حرام ہونے کے علاوہ انسانی کرامت کے باعث انسانی خون کا استعمال بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔ جب انسان کے بال تک سے انتفاع ناروا ہے تو اس کے خون جیسے جزو اعظم وجوہر اعلیٰ کا استعمال وانتفاع کیونکر روا ہوسکتا ہے!

اجماع

اسلام میں اجماعِ اُمت بھی حجت ہے، کتب فقہ میں ہے کہ

اتفق العلماء علیٰ ان الدم حرام نجس لا یؤکل ولا نفع بہٖ (تفسیر خازن، ج ا ص ۱۲۰)

یعنی علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ تحقیق خون حرام وپلید ہے اس کا کھانا اور اس سے کوئی نفع اُٹھانا ناجائز ہے۔

حدیث سے ممانعت

خون کی حرمت ونجاست اور جسم انسانی سے انتفاع کا ناجائز ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہوجانے کے بعد معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تحقیق اللہ عزّ وجل نے بیماری اوراس کی دوا نازل فرمائی اور ہر بیماری کیلئے دوا بنائی۔

☆ فتدوا ولا تداو بالحرام پس تم دوا کرو اور حرام چیز سے علاج نہ کرو۔ (ابوداؤد۔مشکوٰۃ،صفحہ۳۸۸)

☆ نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الدواء الخبیث

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام وپلید دوائی سے منع فرمایا۔

☆ ان اللہ تعالیٰ لا یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم (مرقاۃ بحوالہ طبرانی، ج۴ص۵۰۴)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم پر حرام فرمائی بے شک اس میں شفاء نہیں رکھی۔

☆ حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک طبیب نے دوا میں مینڈک استعمال کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی حرمت پلیدی کے باعث اس کے قتل سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد۔مشکوٰۃ،صفحہ۳۸۹)

☆ حضرت طارق بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شراب کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔انہوں نے عرض کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں اسے پیتا نہیں بلکہ دوا میں استعمال کرتا ہوں۔فرمایا یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ (مسلم۔مشکوٰۃ،صفحہ۳۸۹)

☆ ایک اور حدیث میں فرمایا: من تداوی بالخمر فلا شفا اللہ (اشعۃ اللمعات، ج۳ص۳۱۷)

☆ بعض صحابہ نے جب کشتیوں اور چمڑوں میں مردار کی چربی استعمال کرنے اور روشنی کیلئے جلانے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا، لا ھو حرام نہیں وہ حرام ہے۔ (بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ،صفحہ۲۴۱)

انتباہ...... حضورِ اکرم، نورِ مجسم، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزّ وجل نے کتاب حکمت کا جامع بنا کر بھیجا ہے اس ہادیٔ برحق و پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس قدر تفصیل اور وضاحت وصراحت کے ساتھ اس سلسلہ میں بھی اُمت کے رہنمائی فرمائی۔ حرام وپلید چیزوں سے علاج ودوا کو منع فرمایا اور اس معاملہ میں کسی بیماری یا ضرورت کا استثناء نہیں کیا بلکہ تحقیق وتاکید کے الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام اشیاء میں شفاء رکھی ہی نہیں اور بالکل ظاہر فرمادیا کہ خاص حرام ونجس کا استعمال تو درکنار اگر کسی دوا میں اس کی آمیزش ہو تو بھی ناجائز ہے اور طبی نقطہ نگاہ وکسی طبیب کے تجربہ ومشورہ سے اگرچہ کوئی علاج بظاہر مفید ہے لیکن شرعاً وہ بھی حرام ہے تو اسکا استعمال بھی ناجائز ہے انتہا یہ کہ انسان کے ظاہر وباطن میں کسی چیز کا استعمال تو بہت دور کی بات ہے

کشتیوں چمڑوں اور چراغوں میں استعمال کی اجازت نہیں دی صاف فرمادیا: لا ھـو حـرام ...... اب کسی مومن و متقی کیلئے کیا گنجائش ہے اور اسے کیسے زیبا ہے کہ وہ اس معاملہ میں کانٹ چھانٹ کرے اور سور کے گوشت مردار ما اھل لغیـر اللّٰہ بہ اور پیشاب، پاخانہ اور شراب کی طرح خون جیسے اشد حرام و نجاست غلیظہ کو مسلمان کیلئے استعمال کرنا جائز قرار دے جواز روئے تحقیق خود ناپاکی و بیماری ہے اور طبع سلیمہ کے بھی خلاف ہے۔

عطیہ اعضاء

قطع نظر جواز و عدم کے سرے سے ایسا عطیہ یا ہبہ یا خرید و فروخت ہی حرام ہے اسلئے کہ انسان براہِ راست اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اسلئے اسے حر (آزاد) کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ذات کی ملکیت نہیں دی تا کہ یہ انسانی شرافت کو کسی حرص و لالچ میں ضائع نہ کردے یہی وجہ ہے کہ انسان نہ خود کو بیچ سکتا ہے نہ اپنی اولاد وغیرہ کو' ہاں عبدیت (غلام) کے قواعد و قوانین کی علیحدہ بحث ہے جسے ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

مودودی اور اس کے معتقدین

دورِ حاضرہ میں ٹیڈی مجتہدین کا سربراہ مودودی ہے اس نے اکثر شرعی مسائل میں توڑ مروڑ کر کے جواز و عدم جواز پر زور لگایا ہے۔ لیکن انتقال خون اور اعضاء کی پیوندکاری کے خلاف بیانات دیئے ہیں۔ مودودی کا اپنا نظریہ بعد میں عرض کروں گا اس کے ایک بہت بڑے حامی کا بیان ملاحظہ ہو۔

ایڈیٹر ماھنامہ تجلی دیوبند انڈیا

ماہنامہ تجلی دیوبند میں لکھا ہے کہ دورِ حاضرہ میں یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ خون اور آنکھوں کا عطیہ شرعاً جائز ہونا چاہئے۔ اس رُجحان کا پایا جانا قدرتی بھی ہے مادہ پرست تہذیب و تمدن کے غلبے نے ذہنوں کے سانچے کچھ ایسے بنادیئے ہیں کہ اچھے خاصے مومنین مخلص بھی اخلاقی اقرار پر مادی نقصان اور نفع کو ترجیح دیتے ہوئے فکر و تدبر کی گاڑی آگے بڑھاتے ہیں اور انہیں پتا ہی نہیں کہ شاید کوئی مذہب ایسا ہو جس نے انسان کے مردہ جسم کو قابل احترام نہ کہا ہو بلکہ جس طرح بڑوں کا ادب ماں باپ سے حسن سلوک اور کذب و فریب سے اجتناب جیسی چیزوں کو انسان کا وجدان اور ضمیر کی خارجی تعلیم و ہدایت کے بغیر ہی نیکی اور اچھائی کا نام دیتا آیا ہے اسی طرح انسان کے مردہ جسم کیلئے تکریم کا جذبہ بھی اس کے وجدان و ضمیر ہی میں موجود ہے۔ یہ تکریم تقاضا کرتی ہے کہ مردہ جسم کو جوں کا توں سپردِ خاک کردیا جائے فن جراحی کے ذیل میں اگر جسم انسانی کی چیر پھاڑ جائز قرار پائی تو وہ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق پوری نوع انسانی کے مفاد سے ہے پوری نوع انسانی کا مفاد یقیناً ایک ایسی قیمتی مصلحت ہے جس کی خاطر محدود پیمانے پر تکریم کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ لیکن صرف ایک آدمی کو بینا بنانے کی خاطر کسی مردہ جسم کی

آنکھ نکال لینا اتنا اہم اور بیش قیمت نہیں کہ تکریم و احترام کی اخلاقی قدر کو بلا تکلیف پامال کر دیا جائے علاوہ اس کے اسلام نے صفائی کے ساتھ جتلا دیا کہ تمہارا جسم تمہاری اپنی ملکیت نہیں بلکہ امانت ہے اس باری تعالیٰ کی جس نے اسے خلعت وجود بخشا تم اس کے مجاز نہیں کہ اسے جس طرح جن راہوں میں چاہے استعمال کرو اور جب چاہے ہلاک کر دو۔ خودکشی حرام ہے اگر ہمارا جسم ہماری اپنی ہی ملکیت ہوتا تو خودکشی کی حرمت کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا پھر جب یہ ہماری ملکیت ہی نہیں تو ہمیں کلی یا جزئی طور پر اسے بطور عطیہ دینے کا حق کہاں سے پہنچ گیا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک ایسا آدمی جو زندہ ہوتے ہوئے بھی نابینا ہے اگر کسی مرنے والے کی آنکھ لے کر بینا ہو جائے تو یہ اچھی ہی بات ہے' برائی اس میں کچھ نہیں وہ دراصل اخلاقی مذہبی اقدار سے دستبرداری دے کر خالی مادی نفع ونقصان کا نقطۂ نظر اختیار کرتے ہیں۔ بے شک مادی اعتبار سے یہ منطق دُرست ہی ہے کہ مردہ انسان کو تو بہر حال خاک ہونا ہے اسے نہ آنکھ کی ضرورت رہی نہ ناک کی اس کے کسی عضو سے زندہ انسانوں کو فائدہ پہنچ جائے تو یہ مہنگا سودا نہیں۔ لیکن یہ منطق صرف آنکھ یا ناک تک ہی تو نہیں رہ جاتی اس منطق کی رو سے یہ بالکل جائز ہے اور اعتراض سے بالاتر ہونا چاہئے کہ ہم مرنے والوں کو دفن کرنے یا جلانے یا تابوت میں محفوظ کرنے کے عوض ان کی کھال کھینچ لیا کریں۔

کھال بہر حال ایک کارآمد شے ہے اور اس کے کوٹ بھی بن سکتے ہیں دستانے بھی جانماز بھی ہڈیوں سے فاسفورس نکالا جا سکتا ہے چربی صابن کے کام آسکتی ہے جسم انسان کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو کسی نہ کسی نفع بخش کام میں نہ کھپایا جا سکے۔ ہم نے بہت غور کیا مگر ہمیں کوئی دلیل ایسی نہ مل سکی جس کے تحت ہم آنکھوں کے عطیہ کو تو جائز قرار دے لیں مگر پورے جسم کے عطیہ کو حرام ٹھہرائیں آنکھیں نکال کر کسی زندہ انسان کے حوالے کر دینے کی وصیت اگر کارِ خیر ہے تو پھر یہ وصیت بھی کارِ خیر ہی کے زُمرے میں آنی چاہئے کہ ہماری کھال اُتروا کر کسی قومی پروجیکٹ میں دے دی جائے، ہماری ہڈیاں فلاں ماچس کمپنی کے حوالے کر دی جائیں جو فوج کیلئے ماچس بناتی ہے، ہماری چربی اس صابن فیکٹری کو بخش دی جائے جو ملک کی حفاظت کرنے والے جوانوں کیلئے صابن تیار کرتی ہے وغیرہ ذالک۔

آخرت میں بینا اور نابینا اُٹھنے کا سوال علم ومتانت کے دائرے سے خارج ہے۔ ایسا کسی عالم نے نہیں کہا کہ جس مُردے کی آنکھیں نکال لی جائیں وہ بیچارہ قیامت کے دِن اندھا اُٹھے گا اور ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔ گفتگو فقط دنیا کے دائرے میں ہے اور فتویٰ اصول شرعی کے مطابق جاری ہو سکتا ہے۔ اصول شرعی یہی ہے کہ مردہ جسم خلاق اکبر کی ملکیت ہے اور اس میں کوئی تصرف ایسا جائز نہیں جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہ دی ہو۔

﴿ واللہ تعالیٰ اعلم ﴾

(ماہنامہ تجلی دیوبند انڈیا)

علامہ مفتی الحاج ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی

(گوجرانوالہ)

آپ اپنے ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ' میں مجوزین کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہٖ (پ۶،سورۃ المائدہ:۳)

ترجمۂ کنزالایمان: یعنی تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ کہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔

مذکورہ.....صریح حرام چیزوں میں منکرین میلاد و گیارہویں نے بالعموم خون اور وما اھل لغیر اللہ بہٖ کے بارے میں جہالت و جسارت کا مظاہرہ کیا ہے یعنی وہ بزعم خویش ختم گیارہویں وغیرہ کی اشیاء کو تو وما اھل لغیر اللہ بہٖ کے تحت معاذ اللہ حرام قرار دیتے ہوئے اس سے شدید اجتناب کرتے ہیں لیکن خون کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ عبادت و تقویٰ قرار دیتے ہیں حالانکہ بنص قرآن خون صریح حرام و پلید چیز ہے جبکہ وما اھل لغیر اللہ بہٖ جانور کے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے وہ جانور حرام ہے اور اس کے حکم کا ختم گیارہویں وغیرہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں کیونکہ کوئی مسلمان کسی جانور کو گیارہویں والے پیر صاحب کے نام پر ذبح نہیں کرتا بلکہ 'بسم اللہ اللہ اکبر' پڑھ کر ذبح کئے ہوئے جانور وغیرہ کا بذریعہ دعا ثواب پہنچاتا ہے۔ مگر منکرین گیارہویں کی عجیب جہالت و حماقت ہے کہ وہ گیارہویں شریف کو سینہ زور کے ساتھ حرام بتاتے ہیں۔ مگر بنص قرآن خون جیسی حرام اور نجس چیز کے استعمال کی تبلیغ کرتے ہیں۔ سچ ہے ؎

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

چنانچہ جماعت اہلحدیث کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ کسی مسلمان بھائی کا اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں خون دینا جائز ہے اور اس کا یہ احسان ایک طرح کی عبادت و تقویٰ ہے اس میں بڑا اجر اور ثواب ہے۔ خون کا تبرع و صدقہ بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا بلفظ مختصراً دیکھئے:۔

نص صریح کے مقابلہ میں بغیر کسی دلیل صریح کے حرام خون کے استعمال کی کتنی خود ساختہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جبکہ گیارہویں شریف کو حکم قرآنی میں تحریف کرکے خواہ مخواہ حرام قرار دیکر حرام و حلال میں خود ساختہ شعبدہ بازی دکھائی جاتی ہے۔ یہ گیارہویں والے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی پھٹکار نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ

جنوں کا نام خرد رکھ دیا یا خرد کا جنوں

﴿ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ﴾

بنام مفتی صاحب

گزشتہ دِنوں ایک معروف مفتی صاحب نے اخباری بیان میں مروجہ عطیہ چشم کو متعدد دلائل شرعی کی رو سے ناجائز قرار دیا اور پھر اپنے ہی قائم کردہ دلائل کے برعکس بضرورت جان بچانے کی قید لگا کر نہ صرف خون دینے بلکہ گردہ پھیپھڑا تک دینے کا جائز کر ڈالا۔ چنانچہ ان سے نظر ثانی کی اپیل کرتے ہوئے مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق نے روزنامہ 'نوائے وقت' روزمانہ 'جنگ لاہور' میں حسبِ ذیل بیان جاری کیا کہ ایک طرف تو مفتی صاحب نے عطیہ چشم و خون کا ناجائز قرار دیتے ہوئے اعضائے انسانی کو امانت خداوندی اور ان میں تصرف ممنوع کہا ہے اور دوسری طرف خون، گردہ اور پھیپھڑے کے عطیہ کو جان بچانے کیلئے بضرورت جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ بحکم حدیث: **ولا تدوا ولا تداو ولو بالحرام۔**

غذا کی طرح دوا میں بھی حرام چیزوں سے بچنا ضروری ہے اور خون کی حرمت ونجاست محتاج بیان نہیں۔ بحکم قرآنی تکریم انسانی کے تحت جسم انسانی سے انتفاع سراسر ناجائز ہے۔ فقہ اسلامی کی مشہور و معتبر کتاب 'بہارِ شریعت' حصہ ۱۴ صفحہ ۱۲۶ پر اس مسئلہ کا خلاصہ بدیں الفاظ کیا گیا ہے کہ انسان کے کسی جزو کو دوا کے طور پر استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی۔ لہٰذا جس بناء پر عطیہ جسم ناجائز ہے اس بناء پر خون کا استعمال بھی حرام اور گردہ، پھیپھڑا وغیرہ اعضاء کا استعمال بھی ناروا ہے۔ آئندہ انسانی اعضاء کے کاروبار کے سد باب کیلئے بھی عطیہ چشم کے علاوہ خون اور انسانی جسم کی دیگر چیزوں کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا جائے جہاں تک جان بچانے کا خیال ہے چونکہ یہ ایک موہوم وظنی چیز ہے لہٰذا اس کیلئے حرام قطعی کا استعمال جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (پریس نوٹ)

ڈاکٹری تاکید

مذکورہ بیان کی تائید میں ڈاکٹر حضرات کی تنظیم محمڈن میڈیکل اوپن یونیورسٹی لاہور نے اخبارات 'جنگ'، 'نوائے وقت' اور 'مشرق' وغیرہ میں حسبِ ذیل نمایاں قیمتی اشتہارات شائع کرائے۔

اسلامی ڈاکٹر

حضرت جناب مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کا اس فتویٰ پر شکریہ ادا کرتے ہیں جو انہوں نے خون و دیگر انسانی اعضاء کے عطیات کے ضمن میں شائع کرایا ہے۔ اسلامی معالجین کی کتاب قرآن الحکیم کی واضح تائید ہے کہ خون کا استعمال ہر طرح ممنوع ہے کیونکہ خون فضلہ ہے اور یہ معالجین کا تجربہ ہے کہ خون وہ چکنائی ہوتی ہے جو حرارت کے تحت سرخ رنگ پکڑ لیتی ہے اوجھڑی میں خون نہیں ہوتا کیونکہ اوجھڑی سے حرارت منہ اور مقعد کے راستہ خارج ہوتی رہتی ہے۔ لہٰذا اوجھڑی غذا کے سلال (چکناہٹ) سے بنتی ہے اسی طرح دماغ کی کھوپڑی میں بھی خون نہیں ہوتا کیونکہ دماغ سے حرارت ہفت اندام کے راستہ سے براہِ راست خارج ہوتی رہتی ہے یعنی اوجھڑی اور دماغ میں حرارت مقام نہیں کرتی کلیجی یعنی جگر میں حرارت کو براہِ راست خارج ہونے کا راستہ نہیں ملتا اس لئے جگر میں حرارت مقام کرتی ہے اس لئے جگر کا رنگ سرخ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی جگر کو روح کا مقام کہتے ہیں کیونکہ یونانی معالجین نار یعنی حرارت کو باعث تخلیق کائنات شمار کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی معالجین نور یعنی اس نطفہ کو روح شمار کرتے ہیں جو غذا کے سلال (چکناہٹ) سے حرارت خارج ہونے کے بعد ٹھنڈک کے زیر اثر ٹپکتا ہے دونوں گروہان کے اپنے اپنے نظریات و تجربات ہیں جبکہ مسلمان معالجین کے مطابق یعنی قرآن الحکیم کے مطابق جنات اور انسانی تخلیق پاتے ہیں۔ یونانی معالجین کے نظریہ کے مطابق اربعہ عناصر یا جدید یونانی یعنی ایلوپیتھک حضرات کے مطابق دو عناصر مرکب ہو کر انسان پیدا ہوتا ہے لیکن اسلامی معالجین کے نظریہ کے مطابق حرارت کو خارج کرنے کے بعد انسان پیدا ہوتا ہے کیونکہ آدم اس دنیا میں (نار) حرارت کو ترک کرنے آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی معالجین کا خون سمیت انسانی اعضاء کے عطیات پر اتفاق ہے۔ لیکن اسلامی معالجین کے نزدیک یہ غلط ہے اس ضمن میں مزید یہ طبعی ثبوت موجود ہے کہ خون جن رگوں میں بنتا ہے ان رگوں کو شریانیں اور خون جن رگوں سے خارج ہوتا ہے ان رگوں کو وریدیں کہا جاتا ہے یعنی ورید وہ رگ ہے جو لحم بناتی ہے اور شریان وہ تحریک ہے جو جنات کا جسم بناتی ہے۔ عطیات خون و اعضاء کے ضمن میں مولانا صاحب مذکور کا فقط یہی اشارہ کافی ہے، سورۂ کہف میں حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو فقط اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ بچہ اپنے مومن باپ کی بدنامی کا باعث نہ بنے پھر عطیہ میں کسی کو نذر کئے گئے اعضاء کا یہ حلف لینا ممکن نہیں ہے کہ عطیہ وصول کرنے والا عطیہ کو فقط اسلام کی راہ میں استعمال کرے گا۔ معالج ایسے اسلامی علماء کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

روزنامہ 'جنگ' لاہور ۸ نومبر ۱۹۸۵ء عطیات و اعضاء کے ضمن میں مفتی حبیب احمد ہاشمی نے غلط موقف اختیار کیا ہے کہ قرآن و سنت کی رو سے حرام اشیاء کو بوقتِ ضرورت استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ انبیاء، خلفاء اور آئمہ و اولیاء کرام سے یہ اطلاع نہیں ملتی کہ کبھی انہوں نے خون استعمال کیا ہو یا استعمال کرنے کی اجازت دی ہو۔ انبیاء، خلفاء اور آئمہ و اولیاء کرام کے قول و فعل کے علاوہ اگر کسی کے نزدیک قرآن و سنت کا کوئی اور مفہوم ہے تو یہ باطل ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۱ نومبر ۱۹۸۵ء)

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کٹے ہوئے اعضاء کو خون استعمال کئے بغیر دوبارہ جوڑا ہے پھر معالجین نے نبی عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس تجربہ کو اسی طرح بحال رکھا جس طرح فقہاء نے فقہ محمدیہ کو بحال رکھا ہے۔ استدعا ہے کہ غیر اسلامی طریق علاج کو مروج کرنے کی ترغیب نہ دی جائے اس طرح اسلامی ڈاکٹروں کے حقوق مفلوج ہوتے ہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ علماء حضرات طبی معاملات میں دخل انداز نہ ہوں اگر دخل اندازی ضروری ہے تو اسلامی فقہ کو مدِ نظر رکھیں۔ (روزنامہ مشرق، ۲۰ نومبر ۱۹۸۵ء)

منجانب: محمدن میڈیکل اوپن یونیورسٹی ۶۰ راوی روڈ لاہور نمبر ۲

مودودی نے کہا

ہم اس کے ماہنامہ ترجمان القرآن کی ایک نقل پیش کرتے ہیں۔

سوال...... کیا ایک مسلمان زندگی میں اپنی آنکھیں عطیہ کرسکتا ہے کہ موت کے بعد کسی مریض کیلئے استعمال ہوسکیں۔ کیا یہ قربانی گناہ تو نہ ہوگی؟

الجواب...... آنکھوں کا عطیہ کا معاملہ صرف آنکھوں تک ہی محدود نہیں رہتا بہت سے دوسرے اعضاء بھی مریضوں کے کام آسکتے ہیں اور ان کے دوسرے استعمالات بھی ہوسکتے ہیں، یہ دروازہ اگر کھول دیا جائے تو مسلمان کا قبر میں دفن ہونا مشکل ہوجائے گا اس کا سارا جسم ہی چندے میں تقسیم ہوکر رہ جائیگا۔ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ (خالق کے حکم ومرضی کے خلاف) مرنے سے پہلے اپنے جسم کو تقسیم کرنے یا چندے میں دینے کی وصیت کردے، روح کے نکل جانے کے بعد اس جسم راس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس معاملے میں اسکی وصیت نافذ ہو۔ اسلامی احکام کی رو سے یہ زندہ انسانی لاش کی حرمت کا جو حکم دیا ہے وہ دراصل انسانی جان کی حرمت کا ایک لازمہ ہے۔ ایک دفعہ اگر انسانی لاش کا احترام ختم ہوجائے تو بات صرف اس حد تک محدود نہ رہے گی کہ مردہ انسانوں کے بعض کارآمد اجزاء زندہ انسانوں کے علاج میں استعمال کئے جانے لگیں بلکہ رفتہ رفتہ انسانی جسم کی چربی سے صابن بھی بننے لگیں گے (جیسے کہ فی الواقع جنگ عظیم نمبر۲ کے زمانے میں جرمنوں نے بنائے تھے انسانی کھال بھی اُتار کراس کو دباغت دینے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس کے جوتے یا سوٹ یا منی پرس بنائے جاسکیں چنانچہ چند سال قبل مدراس ایک ٹینری کرچکی ہے) انسان کی ہڈیوں اور آنتوں اور دوسری چیزوں کو استعمال کرنے کی بھی فکر کی حتی کہ اس کے بعد ایک مرتبہ انسان پھر اس دورِ وحشت کی طرف پلٹ جائیگا جب آدمی آدمی کا گوشت کھاتا تھا اگر ایک دفعہ مردہ انسانوں کے اعضاء نکال کر علاج میں استعمال کرنا جائز قرار دے دیا جائے تو پھر کسی بھی جگہ حد بندی کرکے آپ اسی جسم کے دوسرے مفید استعمالات کو نہ روک سکیں گے، کس منطق سے اس بندش کو معقول ثابت کریں گے۔ (ماہنامہ ترجمۃ القرآن، جنوری ۱۹۶۲ء)

تجلی دیوبند

میت کی آنکھیں نابینا کیلئے بالکل جائز نہیں ہیں اس کی وجہ لوگ سمجھتے نہیں جن کے نزدیک اخلاقی وروحانی اقتدار کی کوئی قدروقیمت مادی منفعتوں سے زیادہ ہو اسلام بنی آدم کو مکرم قرار دیتا ہے اور اس کے مردہ جسم کو قابل احترام کیا ہے اس لئے اس کے کسی حصہ کی تجارت جائز نہیں اسے روندنا حلال نہیں اسے یوں ہی بے گوروکفن ڈال کر گدھوں کی خوراک بنانا مباح نہیں کسی مردہ کی آنکھ سے ایک زندہ شخص کی بینائی مل سکتی ہے یہ فقط ایک مادی اور جسمانی فائدہ ہے اگر مادہ اور جسمانی فائدہ ہی کسی فعل وعمل کیلئے کافی دلیل جواز ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ مردہ انسان کا گوشت فروخت کرنا اور ہڈیوں کو کارخانوں میں بیچ کر مصنوعات میں تبدیل کرنا حلال نہ ہو آخر کیوں دفن کرکے یا جلا کر ایک خام مال ضائع کیا جائے گوشت کھایا جاسکتا ہے ہڈیاں فاسفورس بنانے میں کام آسکتی ہیں بعض اور چیزیں بھی ان سے بن سکتی ہیں کفن پر کپڑا خرچ کرنا بھی لایعنی ہوگا آخر کیوں چند روپے اور کپڑا برباد کیا جائے جبکہ اسے بچالینے میں مادی فائدہ ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ خون کو آج کل کے مکروفریب تہذیب نے جائز قرار دیا اس کے نتیجہ میں خون کی تجارت عام ہوئی اور آنکھ یا کوئی اور عضو دینا بھی اس طرح جائز ہو تو پھر مردہ جسموں کی تجارت بھی عام ہوگی اس سے زندوں کو فائدہ پہنچے تو پہنچے مگر جسم انسانی کا وہ احترام ختم ہوجاتا جسے اسلام نے ذہن نشین کرایا ہے انسانی گوشت کھانے کی بات پر ابکائی مت لیجئے دنیا میں وہی لوگ اسے کھاتے ہیں اور شوق سے کھاتے ہیں انہیں پوچھئے کہ کس قدر خوش ذائقہ ہوتا ہے اگر ہم اور آپ بھی مادیت کی ہی سطح سے سوچیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انسانی گوشت بطورِ خوراک استعمال کرنے کا تصور انہی کی بات معلوم ہو۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند، جون ۱۹۶۵ء)

ایک عجیب واقعہ

فقیر ۱۴۰۳ھ میں سعادتِ حج سے بہرہ اندوز ہوا اور اس دوران کافی عرصہ حرمین طیبین اور جدہ شریف کی اقامت نصیب ہوئی۔ کسی نے سنایا کہ جدہ شریف میں ایک ایسے شخص کو گرفتار کیا گیا جس نے کئی آدمی قتل کرکے ان کا گوشت فریج میں محفوظ کررکھا تھا جسے وہ آدھا کھا چکا تھا۔ اس سے اس غلیظ حرکت کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ انسانی گوشت لذیذ ترین غذا ہے اور یہ کام میں عرصہ سے کررہا ہوں اس شخص کو تعزیرات شرعیہ کے مطابق پھانسی پر لٹکایا گیا۔

انتباہ...... تعزیرات کی سخت سزا کا خطرہ نہ ہو تو انسان کے گوشت کھانے والے ہزاروں نکل آئیں گے اور عذر یعنی مہنگائی بتا کر کہیں گے انسان کا گوشت مفت مل جاتا ہے۔

مفتی اعظم علامہ ابو البرکات سیّد احمد علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

سوال...... کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کسی مریض کیلئے خون دینا شرعاً جائز ہے اور مریض کی ہمدردی کے خیال سے اس پر ثواب کی اُمید رکھنا دُرست ہے؟ بینوا و توجروا سائل: محمد رفیق، گوجرانوالہ۔

الجواب...... قرآن کریم میں ہے کہ دما مسفوحا اور دم مسفوح یعنی بہتا خون کا نجس العین ہونا مطلقاً نص قطعی سے ثابت جیسے خمر و خنزیر و مردار تو اس کا استعمال دواءً حرام و ناجائز ہے اور اجزاء بنی آدم سے انتفاع بھی حرام یہ مزید برآں ہے اور حرام و نجس چیز دواء نہیں بلکہ داء (بیماری) ہے۔

حدیث شریف میں ہے: لا شفاء فی المحرمات حرام چیزوں میں شفاء نہیں۔

لن یجعل اللّٰہ شفاء کم فی المحرمات او کما قال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

خون کا جواز صراحۃً باطل اور اس پر عمل کرنا ناجائز بہرحال یہ طریقہ علاج (بالدم) شرعاً ناجائز ہے اور اس حرام پر ثواب کی اُمید رکھنا نہایت سخت بات ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

فقیر قادری ابوالبرکات سیّد احمد غفرلہٗ ناظم و مفتی دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور۔

۲۰ فروری کے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں بصیرپور کے حوالہ سے بلاوجہ بلاموقع ایک فتویٰ بڑی شدومد سے شائع کرایا گیا ہے کہ انتقالِ خون نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات ثواب کمانے کا بھی ذریعہ ہے اور اسی فتوے کے ساتھ اسی مضمون میں یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ علمائے کرام کی اکثریت کی طرف سے عطیہ وانتقال خون کو حرام وشرف انسانیت کے خلاف قرار دیا گیا۔ نامعلوم علماء اکثریت کے خلاف بعض علماء کی ذاتی وانفرادی رائے کو ترجیح کیوں دیتے ہیں حالانکہ عقل ونقل کے مطابق اکثریت کی موافقت کو بہتر وکامیاب قرار دیا گیا ہے خصوصاً جبکہ اکثریت بھی علمائے کرام اور اکابر کی ہو جن کے متعلق حدیثِ پاک میں فرمایا گیا **البرکاتہ مع اکابرکم** یعنی برکت تمہارے اکابر و بزرگانِ دین کی موافقت میں ہے (نہ کہ مخالفت میں) بہرحال مضمون نگار کے بقول جن علمائے کرام نے عطیہ وانتقال خون کو حرام وشرف انسانیت کے خلاف قرار دیا تھا ان میں نمایاں طور پر استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بھی شامل تھی جن کا فتویٰ مبارک آپ نے بھی ملاحظہ فرمایا حضرت مرحوم علماء بصیرپور کے بھی استادِ محترم ہیں اور علماء اہل سنت کے ایک جم غفیر کے استاد واستاذ الاساتذہ اور پیر ومرشد ہیں اور آپ کا فتویٰ مذکورہ کوئی ذاتی رائے نہیں بلکہ کتاب وسنت کے صریح ارشادات پر مشتمل ہے اور اس فتویٰ کے دو پہلو بہت اہم نمایاں اور بنیادی ہیں ایک تو غذا کی طرح بطورِ دوا بھی حرام چیز کا استعمال ناجائز ہونا اور دوسرا جسم انسانی سے انتفاع حرام ہونا اور عطیہ انتقال خون میں چونکہ یہ قباحتیں ہیں اس لئے شرعاً اس کی ممانعت بالکل واضح وصریح ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

قبل صلوٰۃ العصر

دارالحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان

تمت بالخیر